ان اللہ لا یھدی کید الخائنین

از تالیف حامی سنت ماحی بدعت جناب مولٰنا مولوی محمد ریاست علیخان صاحب مدظلہ

مسمیٰ بہ

کاشف الاسرار عن مکائد الاشرار

فیض عام پریس شاہجہانپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الواہب العطیۃ والصلوۃ والسلام علی خیر البریۃ وعلی آلہ واصحابہ ذوی النفوس الزکیۃ اما بعد فقیر حقیر محمد ریاست علی کان لہ اللہ القوی گذارش کرتا ہے کہ مولوی محمد عبد الغنی خان مدرس مدرسہ عین العلم نے اپنی تالیف ایک رسالہ مسمی بہ اسرار الغیب مین لکہا ہے کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی ہمارے نزدیک ملعون ظالم باغی خونخوار شخص تہا اور سنا ہے کہ بہت سے ضروریات دین کا اسنے انکار کر دیا تہا بہت مرتد شخص تہا الخ اور نیز مرزوقی لکہا ہے اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے حصہ اول فتاوی رشیدیہ کے صفحہ ۸ مین لکہا ہے کہ محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیون کو وہابی کہتے ہین اونکے عقائد عمدہ تہے اور مذہب اونکا حنبلی تہا البتہ اونکے مزاج مین شدت تہی مگر وہ اور اونکے مقتدی اچہے ہین تو بنا بر تحریر مدرس صاحب کے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مصداق اور مورد اوس مذمت کے ٹہرے کہ جسکا مصداق اور مورد حکم محمد بن عبد الوہاب نجدی ٹہرا تو مدرس صاحب نے اوسکا رد چند اوراق پر لکہا وہ بعینہ حاشیہ پر اسکے نقل کر دیا ہر چند کہ ایسی بے سمجہ اور بے تہذیب اور غبی اور ہٹ دہرم سے کہ جو قابل مخاطبہ کرنیکے اہل علم سے اصلا نہین کیونکہ جواب معقول تو اونسے بن پڑتا نہین کلمات ناشایستہ بے تہذیب لکہنے اور برا کہنے اور توہین کرنیکو جواب ٹہراتے ہین اور اوسپر بڑا فخر اور تعلی اور شیخی کے کلمات لکہنے مین باک نہین کرتے حالانکہ لیاقت علمی سے بے بہرہ ہین البتہ پیٹ کے دہندے کی صورت پیدا کر لی ہی چاہیے تو یہ تہا کہ جواب جاہلان باشد خموشی پر عمل کر کے انسے مخاطبہ علمی نکیا جاتا مگر بپاس خاطر مخلص قدیمی محمد عبد القادر خان صاحب کہ وہ ذریعہ تحریر اوراق کا بڑے ہین جواب مدرس صاحب کی بہی تحریر کا دیا گیا اگر ابکی مرتبہ بہی انکی سمجہ مین نہ آیا تو پہر انشاء اللہ انسے مخاطبہ علمی بالکلیہ ترک کیا جاویگا کیونکہ غالبا شنوا دردسری

اور تضییع اوقات کے اور کچھہ فائدہ متصور نہیں اور تین مرتبہ تحریر بھیجکر تجربہ بھی ہو گیا
قولہ اب جائی تعجب ہے کہ جب عقائد وہابیہ اور عقائد مولنا گنگوہی مین فرق عظیم دکہلا
دیا گیا ہے پہر نہ معلوم کہ اونہی عقائد مذکورہ خبیثہ کی کیسے مصداق بن گئے اقول و بتوفیق
اللہ وتوفیقہ اجول یہ تحریر مدرس صاحب کی نہایت غباوت اور بے سمجھی پر دلالت کرتی ہے
اسواسطے کہ خاص اون عقائد کا مصداق مولنا گنگوہی کو کہ جو مدرس صاحب نے اپنی تحریر مین محمد
بن عبد الوہاب کے لکھی ہین کب ٹھہرایا ہے یہ آپکی سمجھہ کا پہیر ہے بلکہ مصداق مولوی گنگوہی صاحب
کو اون عقائد کا ٹہرایا ہے کہ جو مطابق ہین محمد بن عبد الوہاب کے عقائد کے اور مصداق
اوس مذمت کا ٹہرایا ہے کہ جو مدرس صاحب نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کیواسطے ثابت
کی تہی تو اسکا حال عیان ہے انصاف در سمجھہ سلیم چاہیئے تمہید مخفی نرہے کہ مولوی گنگوہی
صاحب کا طریقہ اور دیدہ یہ ہے کہ آپ اقوال متضادہ اور متعارضہ بہی لکھتے ہین چنانچہ
چند مشتے نمونہ از خروارے نقل کئیے جاتے ہین صفحہ ۸۰ فتاوی رشیدیہ حصہ دوم
لکھتے ہین کہ شیعہ کے دفن وکفن کی بابت استفسار فرمایا ہے سو جو لوگ شیعہ کو کافر
کہتے ہین اونکے نزدیک تو اونکی نعش کو ویسی ہی کپڑے مین لپیٹ کر داب دینا چاہئیے اور
جو لوگ فاسق کہتے ہین اونکے نزدیک اونکی تجہیز وتکفین حسب قاعدہ ہونا چاہیئے
اور بندہ بہی اونکی تکفیر نہین کرتا فقط بندہ رشید احمد گنگوہی اور صفحہ ۳۹ فتاوی رشیدیہ
حصہ دوم مین لکہا ہے سوال جو عورت سنیہ رافضی کی تحت مین بعد ظہور رفض کے بخوشی
خاطر رہ چکی ہو پہر رفض یا دوسری شئی کو حیلہ قرار دیکر بلا طلاق علیحدہ ہو جاوے اور سنی سے نکاح
کر لیوے تو یہ نکاح بلا طلاق شیعہ کے کیا حکم رکھتا ہے الجواب جسکے نزدیک رافضی کافر ہے
وہ فتوی اول سے ہی بطلان نکاح کا دیتا ہے اسمین اختیار زوجہ کا کیا اعتبار ہے پس
جب چاہے علیحدہ ہو کر عدت کرکے نکاح دوسرے سے کر سکتی ہے اور جو فاسق کہتے ہین
انکے نزدیک یہ امر ہرگز درست نہین کہ نکاح اول صحیح ہو چکا اور بندہ اول مذہب رکھتا ہے
فقط بندہ رشید احمد گنگوہی اور منجملہ اونکے یہ اقوال متعارض اور مخالف ہین کہ ایک جگہہ
مولوی صاحب گنگوہی زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو درست کہین لیکن دوسری جگہہ مولوی گنگوہی
صاحب نے یہ تسلیم اور تصدیق کیا ہے اور اسکی تصحیح کی ہے کہ کسی قبر پر دور سے قصد کرنا اور اونسے
کچھہ دین ودنیا کی توقع رکھنا یہ سب شرک کی باتین ہین ملخصاً اور تیسری جگہہ لکہا ہے کہ

قبور بزرگان کی زیارت کو سفر کرکے جانا مختلف فیہ ہے بعض علما درست لکھتے ہیں اور
بعض منع کرتے ہیں یہ مسئلہ مختلفہ ہے اسمین تکرار نہیں چاہیئے صفحہ ۳ حصہ دوم فتاوی
رشیدیہ حالانکہ جامع الرموز میں لکھا ہے وزیارۃ القبور مستحبۃ للرجال وکذا للنساء
علی الاصح انتہی ہکذا فی بحر الرائق والشامی والعالمگیری وغیرہ اور اسیطرح طریقہ محمد
بن عبد الوہاب نجدی کا تہا کہ اقوال متعارضہ لکہتا تہا چنانچہ محمد بن عبد الوہاب نجدی
کے حال میں الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ میں لکہا ہے وکان یقول فی کثیر من
الاقوال الائمۃ الاربعۃ لیست بشیٔ وتارۃ یتستر ویقول ان الائمۃ علی حق فکان ضابطہ
الحق عندہ ما وافق ہواہ وان خالف النصوص الشرعیۃ واجماع الائمۃ انتہی ملخصا صفحہ ۴۱
مطبوعہ مصر اسی طرح مولوی گنگوہی صاحب ایک جگہ پر تو عقائد موافق اہل سنت
کے لکہتے ہیں اور دوسری جگہ عقائد موافق ابن عبد الوہاب کو بواسطہ تقویۃ الایمان کے
قبول کرتے ہیں اور صحیح فرمایا ہے چنانچہ مولوی گنگوہی صاحب لکہتے ہیں کہ عقد مجلس
مولود اگرچہ اسمین کوئی امر خلاف مشروع نہو مگر اہتمام وتداعی اسمین بہی موجود ہے
لہذا اس زمانہ میں درست نہیں صفحہ ۵ فتاوی رشیدیہ حصہ اول اور نیز صفحہ ۱۰۱
فتاوی رشیدیہ حصہ دوم میں لکہتے ہیں انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجایز ہے اور
فتاوی میلاد وعرس کی صفحہ ۱۲ مین لکہتے ہیں اب ہر روز کون سی ولادت مکرر ہوتی
ہے پس یہ ہر روز اعادہ ولادت تو مثل ہنود کے ہے کہ سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر
روز کرتے ہیں بلکہ یہ لوگ اوس قوم سے بڑہ کر ہوئے اور نیز صفحہ ۱۴۴ فتاوی رشیدیہ
حصہ دوم مین لکہا ہے سوال محفل میلاد مین کہ جسمین روایات صحیح پڑہی جاوین
اور لاف وگزاف اور روایات موضوعہ اور کاذبہ نہوں تو شریک ہونا کیسا ہے الجواب
ناجایز ہے فقط بندہ رشید احمد گنگوہی اسیطرح محمد بن عبد الوہاب نے بہی مولود
خوانی کو منع کیا ہے چنانچہ الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ مین محمد بن عبد الوہاب
نجدی کے حال مین لکہا ہے ومنع الناس من قراءۃ دلائل الخیرات ومن قراءۃ مولد
النبی صلے اللہ علیہ وسلم انتہی ملخصا صفحہ ۴۴ مطبع مصر اور نیز مولوی رشید احمد
صاحب گنگوہی فتاوی رشیدیہ مین لکہتے ہین یہ عقیدہ رکہنا کہ جناب سرور کائنات
صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تہا صریح شرک ہے صفحہ ۱۱ فتاوی رشیدیہ حصہ دوم اور

۱؎ تو دیکہو منع کرنا مولود خوانی سے مولوی رشید احمد صاحب کا موافق عقیدہ ابن عبد الوہاب نجدی کے ہو یا نہین ۱۲

نیز محمد بن عبد الوہاب نجدی نے یہی لکہا ہے قال اللہ تعالی وعندہ مفاتح الغیب لایعلمہا
الاہو وقولہ تعالی لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر فہذہ الآیات واشباہہا صریحۃ
فی اختصاص علم الغیب باللہ ونفیہ عن غیرہ فمن اثبتہ لغیرہ نبیا کان او ولیا ملکا کان او
جنا فہذا شرک باللہ انتہی اور جواب اسکا علماء مکہ نے یون دیا ہے صرحوا فی کتب
العقائد ان الشرک ہو اثبات الشریک فی الالوہیۃ اما بمعنی وجوب الوجود او بمعنی استحقاق
العبادۃ فمدار الشرک ونکتہ ہو اعتقاد الالہۃ کما ان التوحید اعتقاد وحدۃ اللہ
ایضا قالوا ونظیر من ہذہ الآیات اختصاص علم الغیب باللہ تعالی ونفیہ عن غیرہ لا
کونہ مدار الشرک والغیب الخاص بہ تعالی ہو الغیب المطلق لا الغیب الاضافی وعلم تمام
لوح المحفوظ ایضا غیب اضافی فثبت حصولہ لغیرہ باعلامہ ولیس غیبا مطلقا کما ہو
مصرح فی کتب الحدیث والتفسیر وقال اللہ تعالی لایظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی
من رسول الآیۃ کذا فی رجم الشہاب اور نیز محقق علامہ شامی نے سل الحسام الہندی
مین لکہا ہے وسئل فی الفتاوی الحدیثیۃ عمن قال ان المؤمن یعلم الغیب ہل یکفر
لاینبغی او یستفصل لجواز العلم بجزئیات من الغیب فاجاب بقولہ لایطلق القول بکفرہ
لاحتمال کلامہ ومن تکلم بما یحتمل الکفر وغیرہ وجب استفصالہ کما فی الروضۃ وغیرہا انتہی
وایضا فیہ ومتی استفصل فقال اردت بقولی المؤمن یعلم الغیب ان بعض الاولیاء
قد یعلمہ اللہ بعض المغیبات قبل منہ ذلک لانہ جایز عقلا وواقع نقلا اذ ہو من جملۃ الکرامۃ
الخارجۃ عن الحصر انتہی اور نیز مجاور بن نے کو پانی کے ساتہہ تبرک کرنیکو قبر کے سامنے
ہاتہہ باندہ کے کہڑا ہونے کو ابن عبد الوہاب نے شرک لکہا ہے اسیطرح تقویۃ الایمان مین
لکہا ہے جو کوئی کسی پیر وپیغمبر یا بہوت وپری کا مجاور بن کراوسکی خدمتمین مشغول
رہے یا ہاتہہ باندہ کر کہڑا ہو یا اوسکے کوئین کے پانی کو تبرک سمجہہ کر پیئے تو اوسپر
شرک ثابت ہوتا ہے اور ان عقائد محمد بن عبد الوہاب کو بواسطہ تقویۃ الایمان
کے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے تسلیم کیا ہے اور تصحیح کی اور تعریف کی ہے اور لکہا ہے
کہ تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک اور بدعت مین لاجواب ہے
استدلال اوسکے بالکل کتاب اور احادیث سے ہین اسکا رکہنا اور پڑہنا عین
اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے اور نیز لکہا ہے کہ اگر تقویۃ الایمان کے خلاف

عقیدہ رکھتا ہے تو وہ مبتدع اور فاسق ہے انتہی اور نیز لکھا ہے کہ بندہ کے
نزدیک سب مسائل اوسکے صحیح ہیں صفحہ ۷۴ فتاوی رشیدیہ حصہ اول اور نیز
لکھا ہے کہ تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت و اصلاح
ایمان کی ہے صفحہ ۸ فتاوی رشیدیہ حصہ دوم پس بوجہ تسلیم کرنے اور عمدہ
کہنے کے تقویۃ الایمان کے عقائد کو ہم عقیدہ ہونا مولوی صاحب گنگوہی کا ساتھ
عقائد محمد بن عبد الوہاب نجدی کے بالضرور ثابت ہوا اور اسی بنا پر مولوی
گنگوہی صاحب نے لکھا ہے کہ محمد بن عبد الوہاب کی متبعین کو وہابی کہتے ہیں
اونکے عقائد عمدہ تھے وہ اور اوسکے مقتدی اچھے ہیں پس جسطرح کہ مولوی گنگوہی صاحب
نے تقویۃ الایمان کے عقائد کو عمدہ کہا حالانکہ وہ ترجمہ اور تفسیر ہے کتاب التوحید کی کہ جو
مؤلفہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی ہے اسیطرح مولوی گنگوہی صاحب نے محمد بن عبد الوہاب
کے عقائد کو عمدہ کہا نہ کہ سُنا سُنایا بلا تحقیق جیسا کہ مدرس صاحب نے اونپر تہمت باندھی ہے
اور سچ ہے کہ اگر محمد بن عبد الوہاب کے عقائد مذکورہ مولوی صاحب گنگوہی کی نزدیک اچھی نہوتی
تو وہ عقائد مذکورہ کو عمدہ کیوں کہتے اور تعریف کیوں فرماتے اور بغیر جانے بوجھے فتوی
اوسکے عقائد کے عمدہ ہونے پر کیوں دیتے اور بعض عقائد میں ابن عبد الوہاب کی مخالفت
کرنا اور بات ہے یہ ابن عبد الوہاب کے ہم عقائد ہونیکے منافی نہیں اسلیئے کہ اگر کوئی
شخص صحابیۃ ابو بکر صدیق رض کا منکر ہے یا قذف حضرت عائشہ صدیقہ کرتا ہو یا یہ عقیدہ
رکھتا ہو کہ حق سبحانہ تعالی نے تو وحی حضرت علی رض پر نازل فرمائی تھی لیکن حضرت جبرئیل ع
نے غلطی سے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل کی اور اونکی واسطے لیگئے تو
گو تمام عقائد اوس شخص مذکور کے مطابق اہل سنت والجماعۃ کے عقائد کے ہوں مگر بعض
عقائد رافض کے مطابقت سے وہ شخص مذکور فرقہ رافض سے شمار کیا جاویگا اور
اسیطرح اگر کوئی شخص عقائد سنت والجماعۃ کیسے رکھتا ہو اور صرف تثلیث کا قائل ہو
یا عیسیٰ ع کو خداوند کریم کا بیٹا ٹھہرائیگا تو وہ فرقہ نصاری میں سے قرار دیا جاویگا اور ہم عقیدہ
نصاری کے ٹھیرایا جاویگا اسیطرح مولوی گنگوہی صاحب گو بعض عقائد میں ابن عبد الوہاب
کے مخالف بھی ہوں مگر چند عقائد میں بھی ابن عبد الوہاب کے موافقت سے اوسکے ہم عقیدہ
اور متبعین میں سے شمار کیئے جاوینگے چہ جائیکہ اگر عقائد میں موافقت ہو پس ایسی صراحت پر

بھی مدرس صاحب اپنی بلادت اور غباوت سے ہٹ دہرمی کر کے تسلیم نہ کریں تو کیا علاج وما علینا الا البلاغ واللہ سبحانہ الہادی الی سبیل الرشاد اور نیز ذرا اس سمجھ کو ملاحظہ کیجئے کہ مدرس صاحب جواب بڑی شیخی اور تعلّی کے ساتھ دیتے ہیں کہ مولوی صاحب گنگوہی نے بغیر علم اور تحقیق کے شناشنایا یہ لکھدیا کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد عمدہ تھے وہ اور مقتدی اوسکے اچھے ہیں الخ واہ صاحب کیا خوب جواب دیا اور کیا ہی زکاوت کی بات نکالی شاباش ذہن کو کہتے ہیں سچ تو یہ ہے کہ مولوی صاحب گنگوہی کی بابت بڑے غضب کی بات لکھی کہ بغیر علم کے شناشنایا مولوی گنگوہی صاحب نے فتوی لکھا مثل مشہور ہے کہ ناداں دوست سے دانا دشمن اچھا مولوی گنگوہی صاحب نے تو لغزش کہائی انہوں نے اونکو ڈھکیل ہی دیا اگر واقعی یہ امر ہے کہ جیسا مدرس صاحب نے مولوی گنگوہی صاحب کی بابت لکھا ہے کہ بغیر علم کے شناشنایا بلا تحقیق فتوی لکھدیا تو بہت برا کیا کیونکہ حدیث شریف میں واقع ہے کہ جو بغیر علم کے فتوی دیے تو وہ خود بھی گمراہ ہے اور نیز دوسرونکو بھی گمراہ کرنیوالا ہے **فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا** تو بلاشک مدرس صاحب نے مولوی گنگوہی صاحب بیچارہ کو مصداق فضلوا واضلوا کا بنایا ایک آفت سے ہنوز چھوٹے نہیں دوسری آفت میں اونکو پہنچا دیا اور یہ مدرس صاحب کی زکاوت کی وجہ سے **الغرض** بنا بر تحریر مدرس صاحب مولوی گنگوہی صاحب مصداق اوس مذمت کا بھی ٹھیرے کہ جو مذمت مدرس صاحب نے ابن عبدالوہاب کی بابت لکھی تھی اور نیز مصداق فضلوا واضلوا کا بھی ٹھیرے اور یہ مدرس صاحب کی زکاوت اور لیاقت کی وجہ سے ورنہ صرف مذمت ہی کا مصداق ٹھیرتے فافہم ولا تکن من المعاندین الغافلین **قولہ** اور پھر اسکے عقائد خبیثہ کے خلاف تصریحات بھی نہیں اور التزاماً اسکے فسق وفجور پر فتوی ہی نہیں انتہی **اقول وبتوفیق اللہ سبحانہ اصول** ہم اول ہی لکھہ چکے کہ گو بعض عقائد میں خلاف ہے لیکن بعض عقائد کی موافقت سے اوسی زمرہ میں شمار کیا جاتا ہے اور اسجگہ تو اکثر عقائد مولوی گنگوہی صاحب کے مطابق عقائد ابن عبدالوہاب کے ہیں کما حققنا سابقاً پھر کسطرح کہا جاوے کہ مولوی گنگوہی صاحب اوسکے متبعین میں سے نہیں ہیں اور صراحت کے مقابلہ میں التزاماً فتوی کا اعتبار نہیں چنانچہ محقق علامہ شامی رد المحتار وغیرہ میں درباب ترجیح افتاء

ناقل الفقات ... ابن علم ... (marginal handwritten annotations)

لکھتے ہیں والتصحیح الصریح مقدم علی التصحیح الالتزامی انتہی پس مولوی
گنگوہی صاحب نے صراحۃً بہت سے عقائد ابن عبد الوہاب کو تسلیم کیا اور صحیح کہا اور نیز
تصریح بھی کر دی کہ محمد بن عبد الوہاب کے عقائد عمدہ تھے اور وہ اور اوسکے مقتدی اچھے
ہیں پس یہ کون کہہ سکتا ہے کہ جو شخص کسیکے عقائد کو عمدہ اور اوسکے مقتدیوں کو اچھے بتاوے
اور خود اوسکا اتباع نکرے اور ظاہر ہے یہ امر کہ اگر مولوی گنگوہی صاحب ابن عبد الوہاب
کے عقائد کو برا سمجھتے تو ہرگز اوسکے عقائد باطلہ کو تسلیم نفرماتے اور نہ اوسکے عقائد کی مدح
کرتے اب اسپر بھی کوئی غبی متعصب نہ سمجھے تو مجبوری ہے اور مدرس صاحب پر تو ایسا غلبۂ عناد
عناد اور عداوت کا چھایا ہوا ہے کہ صراحت اور قواعد شرعیہ کو چھوڑ کر التزامی فسق و فجور
کو زینت سمجھتے ہیں وہ بھی ایک تہمت مولوی گنگوہی صاحب پر کہکر مبتلا ذی علم بلکہ جاہل بھی
اس بات کو کاہے کو تسلیم کریگا البتہ ہم مشرب اونکے چاہے تسلیم کرلیں قولہ تو اب فرمایئے
کیا مولانا خود ہی برعکس ان عقائد کے مصداق ہو گئے الخ اقول گو مولانا مصداق
اون بعض عقائد کے کہ جو مدرس صاحب نے لکھی ہیں نہوں لیکن اور دیگر عقائد باطلہ ابن
عبد الوہاب کے مصداق تو ہو گئے اسواسطے کہ جب مولوی گنگوہی صاحب نے کئی
عقائد باطلہ ابن عبد الوہاب کو تسلیم کر لیا اور تصحیح کی تو بلاشک مصداق اون عقائد
کے ہو گئے چہ جائے کہ اکثر عقائد باطلہ کو اوسکی تسلیم کیا ہو قولہ آپ کو شنا گشتنا یا اسکا
حنبلی المذہب ہونا معلوم ہوا تھا الخ اقول اوسکا احوال کتب میں یوں لکھا ہے
کہ وہ خبیث اپنی نسبت حنبلی مذہب کیطرف کیا کرتا تھا چنانچہ الدرر السنیہ فی
الرد علی الوہابیہ میں لکھا ہے وکان یدعی الانتساب الی مذہب الامام احمد رضی
اللہ عنہ کذبا وتسترا وزورا والامام احمد بری منہ انتہی صفحہ ۴۲ مطبوعہ مصر
اور نیز تقلید کو حرام اور ناجائز بھی کہتا تھا مولوی صاحب گنگوہی نے موافق اوسکے
اپنی نسبت کرنیکی حنبلی مذہب کیطرف اوسکو حنبلی مذہب لکھا اور نیز اوسکی عقائد کی
عمدگی بیان فرمائی اور یہ اسوجہ سے کہ انکے مقتدا مولوی اسمعیل صاحب
دہلوی نے بھی اوسکے عقائد کی عمدگی بیان کی چنانچہ سیف الجبار کی تمہید میں
لکھا ہے کہ ہندوستان کی وہابی یعنی اسمعیلیہ جو اپنی وہابیت کی برائی چھپاتے
کیواسطے وہابیہ نجدیہ کی تعریفیں زبانی بیان کرتے ہیں اور رسالوں میں لکھتے ہیں اور

یعنی مولوی رشید احمد صاحب کے ۱۲

دعوی کرتے ہین کہ وہ بہت اچھے لوگ اور دیندار تھے اور اہل سنت والجماعت سے کچھ مخالفت نہ تھی اور اونہون نے ظلم نہین کیا اور اوس ملک کے لوگ اونکو برا نہین جانتے ہین یہ سب باتین وہابیہ اسماعیلیہ کی کذب اور افترا کی ہین انتہی اور نیز تحقیق الحقیقہ مین ہے وہابیہ مذہب کا ایک رسالہ ہندوستان مین آگیا تہا تقویۃ الایمان گویا اوسکی شرح ہے اوسکی بموجب مولوی اسمٰعیل کے اوستادون سے لیکر صحابہ تک کوئی شرک وکفر سے نہین بچا اور سب کافر مشرک ہوئے جاتے ہین صفحہ ۲ پس یہ کہلم کہلا بات واضح ہو گئی کہ اونکے پیشوا مولوی اسماعیل صاحب دہلوی نے بہی وہابیون کو اچہا بتایا اور اونکو دیندار قرار دیا اور اونکی عمدگی بیان کی اور اونکے عقائد کو موافق اہل سنت والجماعت کے عقائد کے بیان کیا اور نیز مولوی اسماعیل صاحب نے اونکے عقائد بہی اختیار کئے پھر کیون نہین مولوی گنگوہی صاحب عقائد ابن عبدالوہاب کی اختیار کرتے اور کیون نہین اپنی پیشوا کی اقتدا کرتے ؎ جناب قبلہ وکعبہ کی آبکاری ہے ÷ شراب جو نہ پیئے آجکل وہ ناری ہے ؛ پس اسوجہ سے مولوی گنگوہی صاحب نے جان بوجہ کر ابن عبدالوہاب کے عقائد کو عمدہ بتایا اور نیز سیف الجبار کی تمہید مین لکہا ہے کہ ہندوستان مین وہابی وہ ہے جو تقویۃ الایمان کو حق سمجہے اور مولوی اسماعیل کے مذہب کو اچہا کہے پس مولوی گنگوہی صاحب نے تقویۃ الایمان کو بہی سچا بتایا اور اونکے مذہب کو اچہا کہا اور نیز افادات احمدیہ مین ہے **سوال** غیر مقلد جو ہے کو اہل حدیث کہتے ہین کب ظاہر ہوئی **جواب** نوی برس سے کچہ کم ہوئی سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین بسبب ضعف سلطنت کے ایک شخص نے کہ نام اوسکا اسماعیل تہا ہندوستان کو دار الحرب قرار دیکر تقلید کو شرک بتاکر مقلدون کو مشرک بنایا اور اس مذہب غیر مقلد کو رواج دیا انتہی اور نیز سیف الجبار کے صفحہ ۱۹ مین لکہا ہے کہ تنویر العینین مین مولوی اسماعیل نے لکہا ہے ولیت شعری کیف یجوز التزام تقلید شخص معین مع تمکن الرجوع الی الروایات المنقولۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصریحۃ الدالۃ علی خلاف قول الامام المقلد فان لم یترک قول امامہ ففیہ شائبۃ من الشرک انتہی اور نیز مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے باب مین صفحہ ۱۰۹ فتاوی رشیدیہ کے حصہ اول مین لکہا ہے بندہ نے جو کچہ سنا ہے مولانا مرحوم کا حال وہ یہ ہے کہ جب حدیث غیر منسوخ ملی اوسپر عمل کرتے تھے اگرچہ نہ ملی تو

شائعۃ فی ہذا الوہابیۃ ضلالتہ عند اکثر الناس ظاہرۃ فی الاکناف والاقطار انتہی ملخصاً صفحہ ۲ وایضاً فیہ والعجب من ہذہ الفرقۃ الضالۃ ان الآیات الدالۃ فی شان الکفار یحملون علی التعمیم ویقصدون فی الدین الاظہار ترغیبہم فی شانہم وہم ینکرون عند المآخذۃ بہم والانکار مذہبہم کالتقیۃ عند الشیعۃ ولکنہم یقولون ہذا

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کی تقلید کرتے انتہی اور لکہتے ہیں کہ اونکی تصانیف ہیں غالباً
یہی نکلیگا فقط حالانکہ محقق علامہ شامی لکہتے ہیں ولیس لاحد من المقلدین لم یبلغ رتبۃ
الاجتہاد مخالفۃ ما نص علیہ ائمۃ مذہبہم ما دامت رتبۃ التقلید فی اعناقہم انتہی کما فی رسالۃ
الاقوال الواضحۃ **والضاً فیہا** ناقلاً عن جواہر الفتاوی ان قال قائل ان ہذا
الحدیث ما بلغ ابا حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی قال ما عرف قدر ابی حنیفۃ رض وما علم درجتہ
فی العلم حیث قال مثل ہذا وحاشا ان المقلد یتلفظ بمثل ہذہ الکلمۃ بل بلغہ وما صح
ما یقبلہ فانما لا یقبلہ لانہ وجدہ غیر صحیح او تاولہ انتہی **والضاً فی فتاوی الحامدیۃ**
کل آیۃ او خبر یخالف قول اصحابنا یحمل علی النسخ او التاویل او الترجیح علی ما صرح بہ فی
الکشف الکبیر اذ کان حدیث مخالفاً لما ذہب الیہ ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ تعالی لا یجوز
ان یقال انہ لم یبلغہ قالوا الا لانہ وجدہ غیر صحیح او مؤولاً انتہی **والضاً فیہ** وظیفۃ
العوام التمسک بقول الفقہاء واتباعہم فی اقوالہم وافعالہم دون التمسک بالکتاب
والسنۃ کذا فی العمان انتہی **والضاً فیہ** یجب علی المقلد اتباع مذہب امامہ **والضاً فی**
بحر الصادق وقد اطبق العلماء انہ یجب علی من لم یبلغ درجۃ الاجتہاد ان یقلد مجتہداً
انتہی صفحہ ۱۴۴ مطبوعہ مصر اور شرح سفر السعادت میں ہے وانچہ در صحاح اخبار
آمدہ بالراس والعین عمل بدان موجب سعادت دنیا و آخرت ست اما درین روزگار مسکین این
کار صورت نہ بندد چہ مجتہدان دین احادیث و آثار را تتبع نمودہ و ناسخ را از منسوخ
و صحیح را از سقیم جدا ساختہ و تحقیق و تاویل آن فرمودہ و تطبیق و توفیق میان آنہا
دادہ مذہبے قرار دادہ اند عوام مسلمانان را بلکہ علمائے ایشان را درین روزگار این قوت
و طاقت کجاست کہ اینکار از دست ایشان آید ایشانرا جز متابعت مجتہدان گروہ
و در پی ایشان رفتن سبیلے نبود و چارہ نہ العہدۃ علیہم این کار متقدمین محدثان را میسر بود انتہی۔
پس یہی مولوی اسمٰعیل صاحب ہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے انکو اپنا مقتدا بنایا ہے
اور اونکے عقائد کو اچھا بتایا ہے **اور** نیز ظاہر ہوگئی یہی بات جب کہ مولوی صاحب گنگوہی
نے عقائد اور اقتدا مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کی قبول کی اور مولوی اسمٰعیل صاحب
دہلوی نے ابن عبد الوہاب کے عقائد کی اقتدا کی اور اونکو اچھا بتایا اور اونکی تعریف کی
لہذا مولوی گنگوہی صاحب نے بہی اقتداء مولوی اسمٰعیل صاحب ابن عبد الوہاب کے

له فی الواقع اونکی تصنیف میں وہی نکلا جیسا کہ مولوی رشید احمد صاحب نے لکھا ہے ۱۲

عقائد کو جان بوجھ کر عمدہ لکھا نہ بغیر جانے بوجھے ورنہ اونکے عقائد اختیار کیوں کرتے پھر اسپر بھی کوئی متعصب غبی اسمیں کسی قسم کی تاویل کر کے دوسرا مطلب نکالے تو اوسی کے نزدیک یا اونکے ہم مشرب کے نزدیک معتبر ہوگا اہل علم کا ہے کو باور کریگا فی الدرر السنیۃ فی الرد علی الوہابیۃ ۱۱ قال السید علوی الحداد لما وصلت الطائف لزیارۃ حبر الامۃ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اجتمعت بالعلامۃ الشیخ طاہر سنبل الحنفی ابن العلامۃ الشیخ محمد سنبل الشافعی فاخبرنی انہ الف کتابا فی الرد علی ہذہ الطائفۃ سماہ الانتصار للاولیاء الابرار وقال لی لعل اللہ ینفع بہ من لم تدخل بدعۃ النجدی قلبہ واما من دخلت فی قلبہ فلا یرجی فلاحہ لحدیث البخاری یمرقون من الدین ثم لا یعودون فیہ انتہی

صفحہ ۵۲ قولہ اور ظنوا المومنین خیرا تو مومن کا شیوہ ہے کیا بغیر تحقیق بد اعتقاد فرما دیتے ہیں **اقول** علم غیب جمیع رسول اللہ کیواسطے ثابت کرے خواہ وہ کیسی ہی بڑا عالم اور محدث ہووے تو مشرک ٹھہرے اوسمیں ظنوا المومنین خیرا پر عمل نکیا جاوے اور یوں فتوی نہ دیا جاوے کہ اگر بالواسطہ علم غیب کا واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل ہو یعنی بلا تعلیم حق سبحانہ تعالی کے تو وہ مشرک نہیں اور اگر بالذات علم غیب واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت کرے یا جمیع معلومات غیبیہ مختصہ باریتعالی ثابت کرے تو وہ بلاشبہ مشرک ہے مومنین کی بابت تو بے دہڑک غایت بے باکی کیساتھ بغیر تشقیق اور بلا تحقیق فتوی دیتے ہیں کہ وہ مشرک ہیں چنانچہ فتاوی رشیدیہ کی صفحہ ۱۲ حصہ دوم میں لکھتے ہیں کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے انتہی حالانکہ محقق علامہ شامی لکھتے ہیں وسئل فی الفتاوی الحدیثیۃ عمن قال ان المومن یعلم الغیب ہل یکفر للآیتین او یستفصل لجواز العلم بجزئیات من الغیب فاجاب بقولہ لا یطلق القول بکفرہ لاحتمال کلامہ ومن تکلم بما یحتمل الکفر وغیرہ وجب استفصالہ کما فی الروضۃ وغیرہا انتہی **کذا فی سل الحسام الہندی** وفیہا فیہ ومتی استفصل فقال اردت بقولی المومن یعلم الغیب ان بعض الاولیاء قد یعلمہ اللہ بعض المغیبات قبل منہ ذلک لانہ جائز عقلا وواقع نقلا اذ ہو من جملۃ الکرامات الخارجۃ عن الحصر انتہی صفحہ ۱۳ **اور اسیطرح** مولود شریف پڑھنے والوں کو ہنود سے بدتر لکھتے ہیں

اور نیز لکھتے ہیں کہ مولود شریف اگر اوسمین کوئی خلاف شرع بات نہو تب بھی
منع اور نادرست ہے انتہی تو اسمین ظنوا المومنین کا شیوہ نہیں بڑے
بڑے علماء کرام اور اولیاء عظام العظام محفل میلاد کرتے چلے آئے ہیں اور
مستحسن کہتے ہیں کاش کہ یوں فتوی دیتے کہ اگر کوئی امر خلاف شرع کے محفل
میلاد میں ہو تو منع اور ناجائز ہے ہزاروں تو مسلمان علماء کو ہنود سے بدتر
اور مرتکب حرام کا ٹھہرا دیا یہاں ظنوا المومنین خیرا کو ہضم کر گئے شاہ محمد عبد الحق
محدث دہلوی رح اور بڑے بڑے علماء ہنود سے بدتر ہو گئے نعوذ باللہ منہا اور
اسیطرح عرس اولیاء اللہ کا بڑے بڑے علماء اور اولیاء کرام کرتے چلے آئے
ہیں اور جواز بلکہ استحسان کا قول کیا ہے چنانچہ شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی اور
امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہم اور شاہ عبد العزیز صاحب اور مرزا مظہر جان
جانان صاحب اور شاہ غلام علی صاحب یعنی خلیفہ اکبر و سجادہ نشین حضرت مرزا
مظہر جان جانان شہید دہلوی رض وغیرہ مستحسن لکھتے اور کرتے چلے آئے اور مولوی
گنگوہی صاحب اسکو بدعت سیئہ اور حرام اور منع لکھتے ہیں کاش اسمین بھی
یہ فتوی دیتے کہ اگر عرس میں کوئی خلاف شرع امر ہو تو ناجائز ہے اور کم سے کم
اولیاء اللہ کا تو استثنا کیا ہوتا اور ظنوا المومنین خیرا کا اسجگہ تو اعتبار کیا ہوتا
نہیں نہیں یہاں نہ عامل بالحدیث رہے اور نہ عامل بالفقہ بلکہ اپنے نفس کیطرف سے
فتوی دیتے ہیں کہ یہ لوگ ہنود سے بدتر ہیں اور مرتکب حرام اور بدعت سیئہ کے ہیں
یہاں ظنوا المومنین شرا پر عمل کرتے ہیں اور ہزاروں علماء اور اولیاء کو بدعتی
ٹھہراتے ہیں یہاں فتوی دینا بلا تحقیق اور بلا نقل معتبر جائز ہو گیا حالانکہ
محقق علامہ شامی شفاء العلیل میں لکھتے ہیں فقد صرحوا ان المقلد ان افتی
بلا نقل عن المعتبرات فلا ینظر الی فتواہ اہ انتہی خوب فقہاہت اور خوب عمل
بالحدیث ہے محمد بن عبد الوہاب نجدی کہ مرتد ملعون ظالم موذی مفسد مخرب دین تھا
اوسپر ظنوا المومنین خیرا کا برتاؤ برتیں العجب کل العجب قولہ حاشا وکلا مولانا ایسے
نہ تھے کہ خواہ مخواہ بلا تحقیق کسی کے تضلیل و تفسیق فرماتے الخ اقول ہاں
البتہ مولانا ایسے تھے کہ بلا تحقیق ابن عبد الوہاب کو کہ مرتد ملعون مفسد تھا

دین اسکے عقائد کے عمدہ ہونے پر اور اوسکی مقتدیون کو اچھا لکھنے پر اتنا تھا
مولوی اسماعیل صاحب دہلوی فتوی دینے پر مستعد اور تیار ہوگئے اور بڑے بڑے
علما اور اولیاء کرام کی تضلیل اور تفسیق بلکہ شرک پر فتوی دینے کو بلا تحقیق خواہ
مخواہ آمادہ ہوگئے **قولہ** ہان موازنہ عقائد سے فرق عظیم بین ہے الخ **اقول** بیشک
موازنہ عقائد سے فرق عظیم بین ہے دیکھو مولوی گنگوہی صاحب کے عقائد سے اور اہل سنت والجماعت کے
عقائد سے فرق بین ہے چنانچہ عقائد مولوی گنگوہی صاحب کے کہ جو مطابق ہین ابن عبد الوہاب نجدی کے
مع حوالہ کتب وصفحہ فصل الخطاب اور ایضاح المرام اور نیز بعض عقائد کے
اس تحریر مین بھی تصریح کردی مگر مدرس صاحب بھی مٹ رہے ہین کہ ورنہ اونکے
عقائد کے مطابق کہین کسی عقیدہ پر تو اتفاق ہوتا اور تصریح فرماتے جو خلاف اہل سنت
والجماعت ہو اور جو بعض عقائد مین مخالفت مدرس صاحب نے مولوی گنگوہی صاحب اور
ابن عبد الوہاب کے عقائد کے ثابت بھی کی تو یہ ہم عقیدہ ہونیکی واسطے محمد ابن
عبد الوہاب کے منافی اور نہ ابن عبد الوہاب کے ہم عقیدہ ہونیکو دفع کرنے کے
واسطے کافی اسلیئے کہ بعض عقائد مین عدم موافقت سے مخالفت کلی لازم نہین آتی
اور مدعا مدرس صاحب کا تب ثابت ہوتا کہ مولوی گنگوہی صاحب کی اور ابن عبد الوہاب
نجدی کی عقائد مین مخالفت کلی ثابت ہوتی دہوکہ مت ہی اور نیز مولوی گنگوہی صاحب
نے مسلک اپنی مقتدا مولوی اسماعیل صاحب دہلوی اور عبد الوہاب نجدی کا اختیار
کیا ہے کہ وہ بھی متعارض اقوال لکھتے ہین چنانچہ تقویۃ الایمان مین اور عقائد مین
اور صراط مستقیم مین اوسکی مخالف اور متعارض لکھے ہین مدرس صاحب کے دہوکا
کہانے یاد ہوکا دینے سے دوسرا واقف کیون دہوکا کہانے لگا **تنبیہ** بعض فتوی
جو ناقص الحکم ہین جیسے اونھین کے یہی لکھے جاتے ہین صف ۲۰ فتاوی رشیدیہ حصہ
دوم مین لکھا ہے کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ روافض یا خوارج کو
کافر کہنا جائز ہے یا نہین اور اونکی ساتھہ عقد نکاح وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہین الخ
الجواب رافضی کے کفر مین خلاف ہے جو علماء کافر کہتے ہین بعض نے اہل کتاب کا
حکم دیا ہے بعض نے مرتد کا پس درصورت اہل کتاب ہونے کے عورت رافضیہ سے مرد
سنی کا نکاح درست ہے اور عکس اسکے ناجائز اور بصورت ارتداد ہر طرح ناجائز ہوگا

اور جو اونکو فاسق کہتے ہیں اونکے نزدیک ہر طرح درست ہے مگر ترک ہر حال اولیٰ ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ **دوسرا افتوی کیا** فرماتے ہیں علماء دین کہ غیر مقلدین مثل مولوی نذیر حسین یا مولوی محمد حسین بٹالوی وغیرہ نیچریان مثل سید احمد و مسٹر چھجو وغیرہ کو پیچھے برا کہنا یا الفاظ سخت و سست کہنی یا اونکے معاونین کے سامنے جائز ہے یا نہیں الخ **الجواب** جو غیر مقلدین ائمہ کو سب سے یاد کریں اونکو برا کہنا اسی وجہ بالا سے درست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ **تیسرا افتوی سوال** رفع سبابہ میں عقد شروع قعود تشہد سے اور رفع وقت شہادت کے سنت صحیحہ سے ثابت ہے یا نہیں **الجواب** عمل رفع سبابہ کا تشہد میں سنت ہے اسکے عامل کو برا جاننا زبون امر ہے صفحہ ۱۰۶ حصہ اول فتاوی رشیدیہ **پس** ان تینوں استفتاء کے جواب میں حکم خوارج اور نیچریوں کا اور رفع سبابہ میں عقد شروع تشہد سے کرنیکا اور آگئے **اطلاع ضروری** اسرار الغیب میں مدرس صاحب نے راقم الحروف پر یہ اعتراض کیا ہے کہ تونے رسول اللہ صلعم کے واسطے جمیع امور غیبیہ کا علم ثابت کیا ہے اور میری اس عبارت جواہر التنزیل سے سند پکڑتے ہیں ان رسول اللہ صلعم یعلم المغیبات **تو اسکا** ترجمہ مدرس صاحب اپنی طرف سے یہ کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم باطلاع باری تعالیٰ جمیع مغیبات کے عالم ہیں اور اسیطرح جواہر التنزیل کی عبارت میں وہ یہ ہے ومعہذا ان قیل انہ صلعم یعلم الغیب الخ مدرس صاحب نے یعلم الغیب کے معنی اپنے طرف سے جمیع مغیبات کی گڑہی **حالانکہ** جمیع کا لفظ میری عبارت میں نہیں تو یہ بہتان نہیں ہے تو کیا تو رفع بہتان کا جواب مدرس صاحب یہ لکھتے ہیں کہ مفتی صاحب نے بہتان نہیں لگایا آپ کی عبارت نے آپ پر بہتان لگایا ہے صرف ونحو کے قواعد ملحوظ نہیں قواعد منطق پر نظر نہیں اور عبارت جیسی ہے وہ ظاہر ہے سنئے جب صیغہ جمع پر الف ولام لاتے ہیں تو اکثر استغراق مقصود ہوتا ہے فتفکر انتہی **تو جواب اسکا** راقم الحروف کی طرف سے یہ ہے کہ قاعدہ مذکورہ اوس جگہہ جاری ہوتا ہے جس جگہہ پر کہ معہود و مذکور نہو نہ مطلقا چنانچہ توضیح میں ہے ومنہا ای من الفاظ العام الجمع المعرف باللام اذا لم یکن معہود او ایضا قال اعلم ان لام التعریف اما للعہد الخارجی او الذہنی واما الاستغراق

الجنس واما التعریف الطبیعۃ لکن العہد ہو الاصل ثم الاستغراق ثم تعریف
الطبیعۃ انتہی تو دیکھو اس عبارت مین تصریح ہے اس امر کی کہ جب معہود
نہو تب عموم ثابت ہوگا اور جس جا کہ قرینہ بعضیۃ کا قائم ہو یا بعضیۃ مصرح
ہو تو وہان پر یہ قاعدہ جاری نہوگا اور موقع متنازع فیہ مین تو معہود
موجود اور مذکور ہے چنانچہ مین خود جواہر التنزیل مین لکھتا ہون وما کان
اللہ لیوتی احدکم علم الغیب فیطلع علی ما فی القلوب من کفر وایمان لکن اللہ
یجتبی من رسلہ من یشاء فیوحی الیہ ویخبرہ ببعض المغیبات انتہی اور نیز جواہر التنزیل
کی صفحہ ۱۳۶ مین لکھتا ہون وکل المغیبات لا یعلمہا الا اللہ انتہی اور نیز مین
جواہر التنزیل کے صفحہ ۹ مین لکھتا ہون کہ علم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بمقابلہ علم حق سبحانہ
تعالی کے بمنزلہ ایک قطرہ کے ہے سات سمندرون سے پس یعلم المغیبات کے معنی اور ترجمہ
کرنا جمیع مغیبات کا کیونکر صحیح ہوگا اور دوسرا جواب مدرس صاحب کیا عمدہ دیتے ہین
اور کیسی عمدہ بابت ذکاوت کی نکالی چشم بد دور اور یہ سمجھ لیجئے گا کہ یعلم الغیب کے معنی مین نے
اپنی طرف سے نہین تراشے تھے بلکہ بڑے بڑے علماء کرام نے یعلم الغیب کے معنی جمیع مغیبات کے
لئے ہین چنانچہ علامہ نووی نے بھی اپنے فتاوی مین لکھا ہے لا یعلم الغیب الا ہو قال معناہا
فلا یعلم ذالک استقلالا وعلم احاطۃ الخ اور روح المعانی لو کنت اعلم الغیب کے تفسیر مین فرماتے
ہین الف لام فی الغیب للاستغراق وہو صلعم لم یعلم کل الغیب اور رسالہ مین ہے ذکرت الحنفیۃ تصریحا
بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلعم یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالی لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ انتہی واہ صاحب
کیا اچھی ہر جگہ یعلم الغیب کے معنے جمیع غیب کے ان روایات مذکورہ سے قائم کئے گو کوئی جگہہ ہو اور کسیکا
کلام ہو ای صاحب آپ پر تو بے حد بلادت اور جہالت چھائی ہوئی ہے حالانکہ آپ
ہی خود اگلی ومن اپنی عبارت مذکورہ کے لکھتے ہین اور علی سبیل الاحاطہ یہ بھی خاصہ ذات احدیت
ہے انتہی تو پھر ہر جگہہ جمیع علوم غیبیہ کے معنی لینا کیسے صحیح ہونگے اور نیز آگاہ ہونا چاہیئے کہ یعلم الغیب کے
معنی جمیع مغیبات کے لینا نہ لغوی معنی اوسکے ہین اور نہ لازمی معنی اوسکے ہین یعنی جس جگہہ کہ
یعلم الغیب آوے اوسکے معنی جمیع مغیبات کے لازم ہون اور نہ عرفی معنی اوسکے ہین یعنی
نہ عرف مین یہ بات ہے کہ جس جگہہ یعلم الغیب ہو اوسکے معنی عرف مین جمیع مغیبات کے ہون
اور نہ شرعی اور اصطلاحی رہی قصدی اور مرادی معنی سو ہر ایک کا قصد اور ارادہ

متحد نہین ہوتا اور نیز مجازی معنی اوس جگہہ نہین لے سکتے جہان خلاف اوسکے
تصریح ہو اور مدرس صاحب کا دعوی تب ثابت ہوگا کہ جب لا یعلم الغیب کے معنے خواہ کوئی
تلفظ کرے اور کوئی محل ہو اور گو اوسکے قائل کا قصد اور مراد بھی ہو اور تصریح بھی ہو
ہر جگہ یعلم الغیب کے معنی جمیع مغیبات کے لیئے جاوینگے اور نیز جب تک کہ تفتیش اپنی
مدعا کو کسی نقل معتبر سے ثابت نکرین یہ دعوی لغو مدرس جب صفا کا قابل التفات کے نہوگا
اور ان تینون روایتون نووی اور روح المعانی اور مسائرہ سے تو یہ بات ہرگز ثابت
نہین ہوئی کہ جس جگہہ یعلم الغیب آوے گو کسی موقع پر اور کسیکے کلام مین واقع ہو معنی اوسکے
جمیع مغیبات بھی کے لیئے جاوینگے فافہم ولا تکن من المعاندین الضالین یہ مدرس جب صفا نے
تو ایسے معنی گڑھے کہ واللہ اہل علم اسکو دیکھکر ہنستے ہین اور اونکو ذرا بھی شرم نہین آتی
جو چاہتے ہین ژتلیات اور بغو خرفات نکالتے ہین الغرض اس جواب سے مدرس صاحب تو
بہتان ہرگز نہ اوٹھا گو اپنے نفسانیت اور ہٹ دہرمی سے تسلیم نکرین مگر اہل علم تو سمجھتے
ہین لیکن مدرس صفا نے جنہون نے تو عوام کو دہوکا دینے مین کوئی دقیقہ باقی نرکھا اب رہی
یہ بات کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے علم بعض مغیبات کا بالعطیہ
ثابت کرے اور جو حدیثین اور اقوال اور روایات ایسے وارد ہوتے ہین کہ جن سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے علم غیب علی سبیل الکلیۃ والعموم والشمول ثابت
ہوتا ہے اوسکے مراد کی تفویض حق سبحانہ تعالی پر کرے جیسا کہ مسلک اور تحقیق راقم الحروف
کی ہے تو اسمین شرعا کیا قباحت ہے اسکو آیۃ یا حدیث یا کتب عقائد اور فقہ سے تمام
وہابیہ ملکر ثابت کرین ورنہ تائب ہون خدا عز وجل سے ڈرین اور نیز میرے اوس
حاشیہ کی تائید مین جو کہ اظہار الغیب کے صفحہ مین لکھا ہے یہ روایت ارشاد المہتدی
صفحہ ۱۰۹ مطبوعہ مصر کی بھی ہے ولم یخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الدنیا حتی اطلعہ
اللہ تعالی علی جمیع ما ابہمہ عنہ من الروح وغیرہا مما یمکن علم البشر بہ لا علی جمیع معلوماتہ
تعالی والا لزم مساواۃ الحادث للقدیم وما خالف ذلک نحو ولا اعلم الغیب فمحمول
علی انہ کان قبل ان ینکشف لہ عن ذلک انتہی خلاصہ میرے جملہ تحریر کا یہ ہے کہ
بعض علم غیب واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت کر رہا ہون وہ بھی بالعطیہ
اور جو حدیثین اور نقول ایسے لکھے ہین کہ جن سے علی سبیل العموم والشمول والکلیۃ

ہونا علم کا واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت ہوتا ہے تو وہ کلیہ اور
عموم اضافی ہے وہ اپنے انواع اور افراد کو حاوی اور شامل رہیگا باقی رہی اسکی
تصریح کہ کون کون سی افراد اس کلی میں داخل ہیں اور کون کون سے افراد اس کلی اور
عموم سے خارج اسکی تصریح مجھپر ضروری نہیں کیونکہ میں تو اصل میں مانع ہوں اس مدعا
مولوی رشید احمد صاحب کا کہ جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے روئے زمین
کا علم ثابت کرے تو اوسپر شرک ثابت ہوتا ہے اس دعوی کے ثبوت کے واسطے
کچھ مدرس صاحب نے بھی جولانی کی ہے اور تحریر کرتے ہیں کہ اچھا بگوش ہوش سنیئے
کہ فتاوی بزازیہ میں ہے من قال ان ارواح المشایخ حاضرۃ تعلم یکفر کیوں
مفتی جی ان ارواح کی حضوریت پر صاحب بزازیہ نے کیوں فتوی کفر کا دیا ہے
سمجھا دیجئیگا حضرت مولوی عبد الجبار صاحب نے گویا اسیکا ترجمہ کیا ہے الخ اقول
وبتوفیق اللہ تعالی اصول اچھا لیجئے میں ہی سمجھا دیتا ہوں مگر انصاف سے
سنئے نفسانیت کو دخل نہ دیجئے صاحب بزازیہ کی عبارت کے چند احتمال ہیں اول
یہ ہے کہ جو کوئی یہ اعتقاد رکھکر کہے کہ جملہ مشایخ کی ارواح ہر اوقات اور ہر مکانات
میں حاضر ہیں تو کافر ہو جاتا ہے اور مولوی عبد السمیع صاحب ہر وقت ہر محفل میں ہر جگہہ
موجود ہونیکا دعوی واسطے رسول صلعم کے نہیں کرتے بلکہ بعض جگہہ بعض اوقات میں
چنانچہ صفحہ ۲۱۰ انوار ساطعہ میں تحریر فرماتے ہیں بس ہر محفل میں کہ خواہ وہ
کیسے ہی وضع سے مرتب ہو تشریف آوری کا دعوی کون کرتا ہے
انتہی تو اس صورت میں اور اس صورت میں بہت بڑا فرق ہوا دوسرا
احتمال یہ کہ ممکن ہے کہ صاحب بزازیہ کی مراد مشایخ سے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ہو یا مراد صاحب بزازیہ کی قول مذکور کی یہ ہے کہ اگر بالاستقلال مشایخ کی
ارواح کو عالم الغیب جانے یا یقینی طور پر انکا علم مانے تو کافر ہو جاتا ہے والا فلا اور
اگر صاحب بزازیہ نے مطلقا کفر کا فتوی دیا ہے تو غیر مسلم چنانچہ جامع الفصولین میں
ہے لو تزوجہا بلا شہود وقال ان اللہ ورسولہ او الملک شہدا نا انہ یکفر لانہ اعتقد
ان الرسول او الملک یعلم الغیب ثم استشکل فی ذلک بما اخبر بہ صلی اللہ علیہ وسلم من المغیبات
ثم اجاب بانہ یمکن التوفیق بان المنفی ہو العلم بالاستقلال لا العلم بالاعلام او المنفی ہو

المجزوم لا المظنون انتہی کذا فی سل الحسام الہندی **تو اس بنا پر فتوی**
صاحب بزازیہ کا کفر پر صورت مذکورہ میں تب صحیح ہوگا کہ جو شخص مستقل علم
کا اعتقاد رکھے یا علم یقینی کا اور مولوی عبد السمیع صاحب تو کسی کیواسطے مستقل
علم کا قول تسلیم کرتے اور نہ ہر جگہ اور ہر وقت میں یقینی طور پر جس جگہ مولود
شریف پڑھا جاتا ہے وہاں جناب سرور عالم صلعم کا تشریف لانا ثابت کرتے پھر کیوں
مشرک ہونگے **و ایضا** فی التاتارخانیۃ لا یکفر بالمحتمل لان الکفر نہایۃ فی العقوبۃ
فیستدعی نہایۃ فی الجنایۃ ومع الاحتمال لا نہایۃ انتہی کذا فی البحر **و ایضا فیہ**
لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او فی کفرہ اختلاف ولو روایۃ ضعیفۃ فعلی
ہذا فاکثر الفاظ التکفیر المذکورۃ لا یفتی بالتکفیر بہا انتہی **و ایضا قال علامۃ**
احمد الحموی ناقلا عن **الطحاوی** الاسلام الثابت لا یزول بشک مع ان الاسلام
یعلو انتہی **دوسری یہ** کہ صاحب بزازیہ کا کفر کا فتوی دینا بغیر کسی نقل سند معتبر کتاب
کے کہ جسمیں مجتہد سے **کفر کا فتوی** اس بارہ میں نقل ہو تو قابل اعتبار نہیں چنانچہ
علامہ شامی نے تصریح کر دی اس بات کی کہ صاحب بزازیہ فقہاء کے اون طبقات
میں سے نہیں کہ جنکا فتوی درباب تکفیر معتبر سمجھا جاتا ہے **چنانچہ** محقق علامہ
شامی اپنی کتاب **تنبیہ الولاۃ والحکام** میں درباب تکفیر لکھتے ہیں الا اذا
وجد نقل عن اہل المذہب کائمتنا الثلاثۃ او من بعدہم من اہل التخریج والاستنباط
او اہل الترجیح والتصحیح علی ما عرف فی طبقاتہم التی ذکرہا **ابن الکمال** ولیس
البزازی ومن تبعہ من اہل دیوان تلک الطبقۃ انتہی **اور قطع نظر ان سب سے**
علامہ شیخ الاسلام احمد الحموی الحنفی اپنی کتاب نفحات القرب
والاتصال مطبوعہ مصر صفحہ ۲۲۵ میں لکھتے ہیں فما وقع فی الفتاوی
البزازیۃ من قولہ من قال ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر انتہی یعنی تعلم الغیب
بقرینۃ السیاق مشکل اذ لا یکفر بمجرد ہذا القول مع احتمال التاویل لما فی التاتار
خانیۃ لا یکفر بالمحتمل انتہی **و ایضا فی** فتح القدیر ان الذی صح عن المجتہدین
فی الخوارج عدم تکفیرہم ویقع فی کلام اہل المذہب تکفیر کثیر لکن لیس من کلام
الفقہاء الذین ہم المجتہدون بل من غیرہم ولا عبرۃ بغیر الفقہاء انتہی ایضا

فی بحر الرائق والحق ان ما صح عن المجتہدین فہو علی حقیقتہ واما ما ثبت عن غیرہم فلا یفتی
بہ فی مثل التکفیر انتہی تعلیم سے یہ کہ ملا علی قاری شرح شفا میں لکھتے ہیں ان روح
النبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضرۃ فی بیوت اہل الاسلام انتہی اور نیز مولانا جامی
رحمہ اللہ نفحات الانس میں بھی اسیطرح لکھتے ہیں اور نیز تیسیر شرح جامع الصغیر
امام سیوطی میں ہے النفوس القدسیۃ اذا تجردت عن العلائق البدنیۃ اتصلت
بالملاء الاعلی ولم یبق لہا حجاب فتری وتسمع الکل کالمشاہد انتہی اور نیز شیخ عبد الحق
محدث دہلوی رح مجمع البرکات میں تحریر فرماتے ہیں وی صلی اللہ علیہ وسلم بر احوال
واعمال امت مطلع ست و بر مقربان وخاصان درگاہ خود مدد و مفیض وحاضر و ناظر است
انتہی اور نیز تفسیر نیشاپوری میں اس آیۃ کریمہ کی تفسیر میں ویکون الرسول علیکم
شہیدا لکھا ہے لان روحہ صلی اللہ علیہ وسلم شاہد علی جمیع الارواح والقلوب
والنفوس لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ روحی انتہی اور نیز امام قسطلانی
جو بڑے محدث ہیں مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں قد قال علماءنا رحمہم اللہ تعالی لا فرق
بین موتہ وحیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مشاہدتہ لامتہ ومعرفتہ باحوالہم ونیاتہم وعزائمہم
وخواطرہم وذلک عندہ جلی لا خفاء بہ انتہی کیوں صاحب اب بھی آپ سمجھے یا نہیں کہ نیز ان
کے قول سے تو شرک اسکا ثابت نہیں کہ جو کوئی کہے کہ ارواح مشائخ کی حاضر ہے یا جو کوئی
کہے کہ محفل میلاد میں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اب آپ اور جملہ
وہابیہ ملکر کسی حدیث ضعیف سے ہی ثابت کریں کہ قول مذکور شرک ہے ورنہ تائب ہوں
کہ جو بڑے بڑے علماء کرام کو بلا وجہ مشرک ٹھہرایا اور نیز ارباب بصیرت پر مخفی نہ رہے کہ مولوی عبد السمیع
صاحب نے انوار ساطعہ میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ اصل عالم الغیب اور علام الغیوب اللہ تعالی
ہے زمین اور آسمان میں کوئی ایسا نہیں جو یقینی طور پر کسی بات کو بلا تعلیم و الہام حق جانے
ہے ہاں اللہ تعالی اپنے پیارے رسول کو جسکو چاہے خبریں غیب کی دیتا ہے صفحہ ۲۰۶ اور
نیز دوسری جگہ انوار ساطعہ میں لکھتے ہیں کہ عالم الغیب بالذات وہی ایک ہے جل جلالہ
آسمان و زمین میں کوئی نہیں جو بغیر اللہ کے الہام و کشف کے خود بخود یقینی طور پر امور غیبیہ
کو جان لے اور یہ بھی کہ کوئی ایسا نہیں جو عرش سے لیکر تحت الثری تک ہر مکان ہر زمان
ہر آن میں اللہ کی طرح حاضر ناظر ہو صفحہ ۲۱۹ ان دونوں عبارتوں سے بخوبی واضح

ہو گیا کہ مولوی عبد السمیع صاحب بالذات علم غیب صرف اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے ثابت کرتے ہیں کسی دوسرے کے واسطے **علم** غیب بالذات نہیں ثابت کرتے اور نیز لکھتے ہیں اب فکر کرنا چاہیئے جب چاند سورج ہر جگہ موجود اور ہر جگہ زمین پر شیطان موجود اور ملک الموت ہر جگہ موجود ہے تو یہ صفت خاص خدا کی کہاں ہوئی تو مثال بھی اوسی کے دیتے ہیں کہ جنکو بالذات علم غیب نہیں بلکہ سبکو بالعطیہ ہے اور مولوی عبد الجبار صاحب کا یہ قول کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت دوسری کو عنایت نہیں فرمائی مشعر ہے اس بات کا کہ جزو زمین پر موجود ہونا بھی صفت خداوندی ہے اور صفت خداوندی چونکہ کسی دوسرے میں پائی نہیں جاتی لہذا جو کوئی یہ کہے جہاں ہو کو ڈھونڈا جاتا ہے وہاں جناب سرور عالم تشریف لاتے ہیں شرک ہے ہر جگہ موجود خدا تعالیٰ ہے اللہ سبحانہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی **تو اوسکا جواب** مولوی عبد السمیع صاحب یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفت اوسیطرح ہے اور اوسی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے دوسرے میں نہیں ہوتی تو وہ تخصیص نہیں کرتے بلکہ مطلقاً کہتے ہیں خواہ قلیل ہو یا کثیر اور نیز صفحہ ۲۸ میں لکھتے ہیں اب فکر کرنا چاہئے جب چاند سورج ہر جگہ موجود اور ہر جگہ زمین پر شیطان موجود ہے تو یہ صفت خاص خدا کی کہاں ہوئی تو ظاہر اور باہر بات ہے کہ جزو زمین پر موجود ہونیکی صفت کی حقیقت اور ہی اور اللہ جل شانہ کی صفت کی حقیقت دیگر ہے شتان ما بینہما بلکہ جملہ ممکنات کے علم ہی کی حقیقت دیگر ہے قال العلامۃ السید احمد بن محمد الحموی فی کتابہ نفحات القرب و الاتصال ان علم الاولیاء انما ہو باعلام اللہ لہم و ہذا غیر علم الذی تفرد بہ و ہو صفۃ من صفاتہ القدیمۃ الازلیۃ الدائمۃ المنزہۃ عن التغیر و سمات الحدوث و النقص و المشارکۃ و الانقسام بل ہو علم واحد علم بہ جمیع المعلومات کلیاتہا و جزئیاتہا کان او ما یکون او ما جاز ان یکون لیس بضروری و لا کسبی و لا حادث بخلاف سائر الخلق انتہی البتہ بالذات اگر کسیکے واسطے کوئی صفت علم الٰہی کی ثابت کرے خواہ ایک ذرہ بھر بھی ہو تو وہ شرک ہے اور بالذات علم ہونیکا سوا حق سبحانہ تعالیٰ کے یہاں کسی نے قول نہیں کیا تو پھر کون کون ہون ہونیکا ہے اور نیز مدرس صاحب بھی معیار الغیب کے صفحہ ۲ میں لکھتے ہیں باقی رہا

بالذات اور بالعرض اسمین تو اختلاف ہی نہین اور نہ معرکہ آرائی فضول ہو سکتا ہے
بلکہ ابلہ اور صبیان سبھی بالاتفاق جانتے ہین کہ بالذات علم سوای ذات ذی الجلال و
الاکرام کسیکو حاصل نہین اگر دوسرے کو علم ہے تو بالعطیہ الٰہی حاصل ہے **علاوہ**
اسکے یہ جواب اس تقدیر پر تھا کہ علم غیب ہرجگہ واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے تسلیم کیا جاوے ورنہ مولوی عبد السمیع صاحب تو موجود ہونا اور نظر ڈالنا روی زمین
پر ہرجگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے ثابت کرتے ہین نہ علم غیب اور گو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے بالعطیہ علم غیب بھی ثابت ہے مگر اس جگہ بحث ثبوت
موجود نہ ہے اور موجود اور حاضر ناظر کے ہر فرد کو علم غیب لازم نہین اور نہ یہ کہ ہر
جگہ علم اشیاء کا علم غیب کے ذریعہ سے ہو لیکن **مدرس صاحب** اسکا جواب
یون کرتے ہین کہ ناظرین دیکھا مفتی صاحب نے کتنی جرأت کی ہے باریتعالی اپنی شان
مین فرماتا ہے ہو الذی لا الہ الا ہو عالم الغیب والشہادۃ یعنی اللہ جل شانہ نے اپنی
ذات کو عالم الغیب کہا حالانکہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تو بقول مفتی صاحب معاذ اللہ
یہ بھی غلط ٹھہرا کیونکہ یہ تو علم حاضر کا ہوا نہ علم غائب الخ **تو جواب** اسکا یہ ہے
کہ کہان تک مدرس صاحب کو ہجو کرائی جاوے اور کہان تک رٹایا جاوے اور درد سری
کیجاوے ای صاحب یہ کسنے کہا کہ عالم الغیب مین اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے مین
منافات ہے اور یہ کسنے کہا کہ یہ غلط ہے بلکہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا اور نیز عالم الغیب
مستقل یہ دونون صفتین خاص خداوند کریم کی ہین کسی دوسرے مین یہ صفتین پائی
نہین جاتین **پس** قیاس کرنا کسی دوسرے کے علم کا حق سبحانہ تعالی پر قیاس مع الفارق
اور لغو ہے پس جبکہ یہ بات واضح ہو گئی تو جان لو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم
غیب جاننے کے یہ معنی ہین کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حواس ادراک سے غائب تھا
وہ اللہ تعالی نے خرق عادۃ معجزۃً انکو تعلیم فرمادیا تھا نہ یہ معنی کہ جو انکے نزدیک حاضر
اور مشاہد بالحس الظاہر ہے وہ بھی علم غیب کا ٹھہرے اس معنی کر اول **تو** کوئی فرد بشر
علم غیب سے خالی نہوگا کیونکہ بعض اشیا ایک کے نزدیک حاضر ہونگے اور دوسرے کے
نزدیک وہی اشیاء غائب ہونگی تو اس اعتبار سے ہر فرد بشر عالم الغیب ٹھہریگا اور نیز
اس تقدیر پر بنا بر قول مدرس صاحب جملہ مومن مشرک ٹھہرینگے اور یہ باطل ہے دوسرے

یہ کہ ایسے علم غیب کو سوا فرقہ باطلہ کے کسنے شرک کہا اور بالفرض اگر ایسا علم بھی شرک ہے تو کوئی
کسی آیۃ یا حدیث ضعیف ہی سے یا فقہ کی روایت سے گو وہ ضعیف ہو تمام گروہ علماء کا ثابت کرے
ورنہ ثابت ہوا **اور نیز مدرس صاحب** لکھتے ہیں کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ مولوی عبد السمیع صاحب
صفت ذاتی کسی فرد بشر میں مانتے ہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اگر ذاتی طور پر کوئی صفت ثابت کر دیجائے
مگر کما کیفاً باریتعالیٰ کی صفت کے مساوی ہو تو شرک ہوگا انتہی **تو جواب اسکا** یہ ہے کہ صاحبو
یہ مدرس صاحب کا لکھنا بالکل جھوٹ اور فریب ہے مولوی عبد السمیع صاحب
مرحوم نے کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ اگر ذاتی طور پر کوئی صفت ثابت کر دیجائے
مگر کما کیفاً باریتعالیٰ کی صفت کے مساوی ہو تو شرک ہوگا درحقیقت اسکا جواب
یہی ہے ولہم عذاب الیم بما کانوا یکذبون **قولہ** اور اللہ تعالیٰ کی صفت الخ کی
اضافت سے صاف ظاہر ہے ورنہ مولوی عبد الجبار صاحب کی اس تحریر پر اللہ تعالیٰ
نے اپنی صفت دوسری کو عنایت نہیں فرمائی اعتراض کرنیکے کیا معنی۔
اقول مدرس صاحب کو جب اتنی فہم نہیں ہے کہ علماء کی صاف عبارت کا
مطلب نہیں سمجھتے تو انکو رد و قدح کی کیا ضرورت تھی سنئے اعتراض کے
یہ معنی اور ضرورت تھی کہ جناب مولوی عبد السمیع صاحب مولوی عبد الجبار
صاحب کی بے سمجھی کی بات کو سمجھاتے ہیں کہ یہ جو تم خبر روئے زمین پر موجود ہونیکو
صفت اللہ تعالیٰ کی ٹھہراتے ہو تو اول تو یہ صفت اللہ تعالیٰ کی ہی نہیں کیونکہ
یہ علم بالعطیہ اور جزی ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم بالذات اور کلی اور اگر بقول تمہارے
بفرض محال اگر یہ صفت اللہ تعالیٰ کی ہو تو یہ کیسی بات کہ شیطان میں تو یہ صفت
اللہ تعالیٰ کی ثابت کرو تو شرک نہ ٹھہرے اور جو ہم رسول اللہ میں یہ صفت ثابت
کریں تو شرک ٹھہرے بڑے غضب کی بات ہے کہ شیطان کے ایسے معاون بن
گئے اور عذر بالذات اور بالعطیہ کا خارج از مبحث ہے یعنی اگر اسکے جواب میں
تم یہ کہو کہ شیطان کیواسطے علم روئے زمین کا ہونا بالواسطہ اور بالعطیہ ثابت ہے
تو اسکا جواب بھی یہی ہے کہ مولوی عبد السمیع صاحب نے بھی ایسے بالواسطہ
اور بالعطیہ علم کہہ کر شیطان کیواسطے ثابت ہے مثال دی یعنی جیسے کہ شیطان
کیواسطے علم روئے زمین بالعطیہ ثابت ہے اسیطرح اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کیواسطے علم روئے زمین بالعطیہ ثابت کرے تو کیا محال ہے اور بالذات

علم ہوئیگی تو رسول اللہ صلعم کے واسطے مولوی عبد السمیع صاحب اول ہی نفی
کر چلے تو علم بالذات کی مثال کیسے دیتے **اور نیز وہ** مثال تو یہاں بنتی بھی نہیں ہے
کیونکہ شیطان کو علم کیا بالذات ہے **قولہ** مفتی صاحب نے مولوی عبد الجبار صاحب
کی ولیس شرک یعنی اللہ تعالی نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی
ولیس کمثلہ شئی) اور مؤلف انوار ساطعہ کے مواخذہ اللہ تعالی کی صفت اسیطرح
الخ نقل نہیں فرمایا کہ ایسا ہو کوئی شخص لکھا پڑھا اصل مطلب پر پہونچ جائیگا
اور بیتدعین کی قلعی کہل جائے **اقول** اب تو میں نے دونوں کی عبارتیں
لکھدیں اور جواب بھی دیدیا پس جو کہ مدرس صاحب مفتی جنبی کو دہوکا دیا تھا اور
وہابیہ کے قول کا ملمع کیا تہا وہ بخوبی ظاہر ہو گیا کہ مولوی عبد السمیع صاحب
اپنی کسی عبارت میں یہ نہیں لکہا کہ اگر کوئی ذاتی طور پر صفت ثابت کردیجائیگی
مگر کما دکیفا باریتعالی کی صفت کے مساوی ہو تو شرک ہوگا پس اب سب
فریب وکذب اور بہتان مدرس صاحب کا ظاہر ہو گیا اور نیز مولوی عبد الجبار
صاحب پر اور مولوی خلیل احمد صاحب اور مولوی رشید احمد صاحب پر اعتراض
بدستور قائم رہا اگر مدرس صاحب اپنی کم فہمی اور عناد کی وجہ سے نہ تسلیم کریں تو
کیا علاج فقط

اور نیز واضح ہو کہ مدرس حنفانے کاتب الحروف کی کتاب کے الفاظ کی غلطیاں نکالی ہیں بعض
تو بالکل غلط بعض میں تہمت بعض صحیح بھی حالانکہ محصلین کا طریقہ گرفت الفاظ کا نہیں وہ معنی اور
مقصود کو دیکھتے ہیں اور راقم الحروف الفاظ کی صحت کی ذمہ داری نہیں کرتا کیونکہ گو کاپی دیکھ لیجاتی ہے
مگر اہل مطبع کے کاتب کی بے عنوانی سے غلطیاں الفاظ کی رہجاتی ہیں البتہ مدرس حنفا کی لیاقت
اونکے اردو کے املا نویسی سے ظاہر ہے چنانچہ السر المغیب اور دو ورقی میں کہ جو حاشیہ
کاشف الاسرار پر لکہی گئی ہے ظاہر ہے اگر کل غلطیاں نکالی جائیں تو فہرست کلاں
تیار ہوتی چند غلطیاں عیاں کیجاتی ہیں اور نیز یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مدرس صاحب نے
بہ نظر غور کاپی پر نظر ثانی بھی ڈالی ہے —

غلطیاں اسرار الغیب

اور نیز تحریر دو ورقی کی غلطیاں جو حاشیہ کاشف الا[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۹	احصر	حصر
۳	۱۱	اصحابہ	صحابہ
۵	۲۰	ہذاہ	ہذہ
۶	۹	آتا	آیا
//	۱۵	ہذالحدد	ہذاالعدد
//	۱۶	ہذاہ	ہذہ
//	//	ہذاہ	ہذہ
۸	۲۲	ذالک	ذلک
۹	۴	اصحابہ	صحابہ
۱۰	۱۱	ذالک	ذلک
۱۱	۱۹	ذالک	ذلک
۱۲	۶	حقیقتاً	حقیقۃً
۱۳	۳	ذالک	ذلک
//	۵	بہذالایۃ	بہذہ الایۃ
//	۸	الی السنۃ	الی السنۃ
//	۱۹	الخمسیۃ	الخمسۃ
۱۴	۲	بذالک	بذلک
۱۵	۴	اصحابہ	صحابہ
۱۷	۵	ذالک	ذلک
۲۴	۱۲	صراحتہ	صراحۃ
//	//	کنایتہ	کنایۃ
۲۶	۶	الرحمت	الرحمۃ
//	۱۵	الرحمت	الرحمۃ
۲۰	۱۲	بہجہ	لجہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۳	مولنا	مولانا یا مولٰینا
//	۵	اشارتاً	اشارۃً
//	۶	مولنا	مولٰینا یا مولانا
	۹	کسی	کیسی
	۱۰	مولنا	مولانا
	۱۲	مولنا	مولانا
	۱۴	مولنا	مولانا
۲	۳	من ہذاہ	من ہذہ
//	//	مولنا	مولانا۔
//	//	حقیقتاً	حقیقۃً
	۶	مولنا	مولانا
	۹	صراحتاً	صراحۃً
	۱۲	مولنا	مولانا
	۱۷	مولنا	مولانا
		باالتفصل	بالتفصیل